

Episode 02:

تعبیر فیصل صاحب کے سامنے کرسی پر بیٹھ جاتی ہے اور بابا کا ہاتھ تھام کر پوچھتی ہے

"کیا ہوا بابا سب خیریت ہے؟ آپ مجھے پریشان لگ رہے ہیں" اس نے پریشان ہوتے ہوئے بولا 'جس کی اتنی بہادر اور پیاری بیٹی ہو اسکا باپ کبھی پریشان ہو سکتا ہے؟' انھوں نے تعبیر کے ہاتھ کی پست کو محبت سے چومتے ہوئے کہا مگر ان کے چہرے پر پریشانی سی تھی جو شاید وہ ظاہر نہیں کر رہے تھے

"دیکھو بیٹا تم میری سب سے بڑی بیٹی ہو انھوں نے اب تک تعبیر کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور بات جاری رکھی تھی تم نے ہی سب کو سمجھانا ہے اپنی ذمہ داریاں نبھانی ہیں اور اپنے بہن بھئی کو بھی اس قابل بنانا ہے کہ وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکیں" پھر وہ رک جاتے ہیں چلو آج میں اپنی گڑیا کو کچھ بتاتا ہوں "تمہیں پتا ہے جب مجھے نرس نے آکر بتایا تھا نا کہ آپکی بیٹی ہوئی ہے مجھے لگا تھا اللہ نے دنیا کی ساری خوشیاں میری جھولی میں ڈال دی ہیں اور میں نے سب سے پہلے نفل ادا کیے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اتنے پیارے تحفے سے نوازا ہے انکی آنکھوں میں نمی آگئی تھی جسے وہ چھپا گئے تھے، تمہیں پتا ہے تمہارا نام تعبیر

کیوں ہے میری خواہش تھی کہ میری بیٹی ہو اور میں نے خواب میں ایک بار ایک گڑیا کو دیکھا تھا اور پھر تم میری گڑیا میری زندگی میں آئی تم تعبیر ہو میری ، میری گڑیا ہو وہ بہت محبت سے مسکرا کے خوشی کے عالم میں سب بتا رہے تھے اور تعبیر بس انکی محبت بھری باتیں سن رہی تھی اسکی نم ہوئی تو اس نے انگلی کے پور سے اسے صاف کر لیا فیصل صاحب کی بات مکمل ہونے کے بعد وہ زمیں پر بیٹھ کر اپنا سر اپنے بابا کی گود میں رکھ لیتی ہے ، جس پر فیصل صاحب مسکرا کر اسکے سر پر ہاتھ پھیرتے پھیرتے بولتے ہیں

"تم بالکل میرے پر گئی ہو تم نے بھی اب مضبوط بننا ہے سب کا خیال رکھنا ہے خود کا خیال رکھنا ہے حفاظت کرنی ہے " تعبیر نے اثبات میں سر ہلایا

فیصل صاحب اب اٹھ کھڑے ہوئے

میں اب تھوڑا آرام کر لوں سر میں درد ہو رہا ہے

"ٹھیک ہے بابا " وہ کمرے سے باہر جانے لگے تو تعبیر نے آواز دی

"بابا میں آج آپکی فیورٹ پلاؤ بناؤں گی اپنے ہاتھوں تھے " اس نے جوش میں بتایا جس پر

وہ محبت سے مسکرائے اور تعبیر کے سر پر ہاتھ رکھ کر چلے گئے

خوشخبری راکٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔ مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927

Email : aatish2kx@gmail.com

تعبیر انھیں جاتا ہوا دیکھتی رہی اسے سب سے زیادہ محبت اپنے بابا سے تھی لاڈلی ہونے کی وجہ سے فیصل صاحب بھی جان دیتے تھے اپنی گڑیا پر

اس وقت لاہور میں بارش ہو رہی تھی مریم کھڑکی میں کھڑی بارش کو گرتا ہوا دیکھ رہی تھی اس نے اب تک وہی لباس پہنا ہوا تھا یکدم اس کے ذہن میں سوال آتا ہے

"کیا وہ بھی اس وقت بارش کو دیکھ رہا ہو گا؟"

"وہ اس وقت کیا کر رہا ہو گا؟"

وہ یہ سوچ کر مسکراتی ہے اور پھر اس کے چہرے پر اداسی آجاتی ہے اور خود بخود زبان سے مقظ نکلتے ہیں

"میں، میری یکطرفہ محبت اور بے بسی" اس کی آنکھ سے آنس کا ایک قطرہ گال پر گرتا ہے جسے وہ انگلی کے پورے سے صاف کر دیتی ہے وہ پھیکا سا مسکراتی ہے اور کھڑکی بند کر دیتی ہے

عیسیٰ ایک ریستورنٹ میں کھڑا ویٹر کے کپڑے پیلی شرٹ اور بلو پینٹ پہنے کاؤنٹر پر کھڑا آرڈر کمپیوٹر پر ٹائپ کر رہا تھا تب ہی سامنے سے سوائل آتا دکھائی دیتا ہے سوائل ایک نرم مزاج اخلاق کا مالک تھا اس وقت اس نے مہرون شرٹ اور کالی جینز پہنی تھی وہ دوسرے

لوگوں سے زرا الگ پر سنلیٹی کا مالک تھا سادہ اور سب کے ساتھ نرمی سے پیش آنے والا
سب کی عزت کرنے والا

"بھائی مجھے بازار جانا ہے کچھ چیزیں لینے آجا میرے ساتھ ویسے بھی تمہارا کام کا وقت ختم ہو
گیا ہے"

اچھا آرہا ہوں لیکن چائے تو پلائے گا ساتھ جانے کے چار جز عیدین نے مسکراہٹ دباتے
ہوئے کہا

"اچھا ٹھیک ہے پلا دوں گا اب چل جلدی وہ دونوں بانیک پر بیٹھ کر نکل جاتے ہیں بازار
میں عیسیٰ اور سوائل دکان میں کھڑے جوتے دیکھ رہے تھے تب ہی عیسیٰ کو ایک غریب بچہ
دکھتا ہے جو بھیک مانگ رہا ہے

"سوائل تو دیکھ جوتے میں ابھی آیا" سوائل اپنے جوتے دیکھنے میں مگن اسکا جواب ہی
نہیں دیتا وہ جا رہا ہوتا ہے ایک لڑکی جس نے سیاہ عبایا پہنا ہوتا ہے اور نقاب سے چہرہ
ڈھامپا ہوتا ہے اس نقاب سے بس اسکی بڑی سنہری آنکھیں دکھائی دیتی ہیں وہ بچہ اس کے
ہاتھ سے فائل چھین لیتا ہے اور بھاگنے لگتا ہے اور وہ لڑکی اس کے پیچھے بھاگتی ہے اور اس
کے ساتھ ایک اور لڑکی ہوتی ہے جس نے بھی عبایا پہنا ہے مگر نقاب سے چہرہ نہیں ڈھانپا

وہ بھی اسکے پیچھے بھاگتی ہے عیسیٰ اس بچے کو پکڑ لیتا ہے اور وہ بچہ اپنے آپ کو چھڑاتے فائل پھینک کر بھاگ جاتا ہے سارے کاغذات زمیں پر پھیل جاتے ہیں جنہیں وہ جھک کر اٹھانے لگتا ہے سنہری آنکھوں والی لڑکی بھی کاغذات خاموشی سے اٹھاتی ہے عیسیٰ کی یکدم نظر اس کے پاؤں پر جاتی ہے سفید خوبصورت پاؤں اور پاؤں کی ایک سائیڈ پر سیاہ تل کالے خصے میں اسکے پاؤں اس تل کے ساتھ بے حد خوبصورت لگ رہے تھے اور پاؤں میں ایک نازک سی پائل نما چین جس پو موتی اور چھوٹے چھوٹے پھول نقد تھے

وہ اٹھتی ہے سارے کاغذات اٹھا کر عیسیٰ بھی اسکے ساتھ کھڑا ہو جاتا ہے " براؤن آنکھوں اور سنہری آنکھوں کا تکرار ہوتا ہے عیسیٰ کا دل زور سے دھڑکتا ہے گلے کی ہڈی ڈوب کر ابھرتی ہے وہ فوراً اپنی نظریں جھکا لیتا ہے "

" شکریہ " یہ کہہ کر وہ دونوں لڑکیاں وہاں سے چلی جاتی ہیں مگر عیسیٰ وہی کھڑا رہتا ہے یہ کیا تھا ابھی ؟ یکدم اس کی نظر زمین پر پڑی اس پائل پر پڑتی ہے وہی جو سنہری آنکھوں والی لڑکی نے پہنی تھی وہ جھکتا ہے اور اسے ہاتھ میں اٹھا کر بغور دیکھتا ہے اور اپنی جیب میں ڈال لیتا ہے

بھائیسیسی ادر آجاؤ تمہیں بھی دلا دوں گا ایک تم تو ناراض ہو کر ہی چلے گئے سوائل اسے تنگ کرتے ہوئے پکارتا ہے جس پر وہ اپنی سوچ و بچار کو جھٹکے ہوئے گہری سانس لے کر نارمل ہو جاتا ہے اور سوائل کے پاس چاتا ہے اور خود بھی جوتے دیکھنے لگتا ہے

فائیکہ گولڈن آنکھوں اولی 25 سال کی تعبیر کی بچپن کی سب سے اچھی دوست وہ دونوں گھر میں داخل ہو کر سلام کرتے ہیں اور اپنا اپنا عبا یا اور نقاب اتارتے ہیں

"ہاں جی آگئے دیکھ لیا کلائنٹ کو؟"

کہاں آنٹی وہ ایک بچہ فائل لے کر بھاگ گیا اور----- فائیکہ سائیمہ بیگم کو ساری کہانی سناتی ہے اور وہ تینوں قہقہہ لگا کر ہنستے ہیں حورین ابھی ابھی اکیڈمی سے آتی ہے اور ٹیلی فون بجاتا ہے جسے وہ اٹھا لیتی ہے سب اسکی طرف متوجہ ہوتے ہیں

"جی کون بات کر رہا ہے؟ اگلی جانب سے الفاظ بجلند ہوتے ہیں

"فیصل صاحب انتقال کر چکے ہیں کسی نے انھیں گولی ماری ہے"

الفاظ تھے یا کوئی قیامت حورین کے ہاتھ سے فعن نیچے گرتا ہے اسے خود میں سے جان نکلتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی سب کھڑے ہو گئے

کیا ہوا ہے حوریں؟؟ سائمه بیگم بھاگ کر فون کان سے لگاتی ہیں وہی الفاظ دہرائے جاتے ہیں

"فیصل صاحب انتقال کر چکے ہیں کسی نے انھیں گولی ماری ہے"

سائمه بیگم چلاتی ہیں

"نہیں وہ فیصل نہیں ہو سکتے آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے نہیں وہ نماز پڑھنے گئے تھے کیسے کسی نے گولی مار دی"

فون کٹ جاتا ہے تعبیر جو حورین کو سمجھا رہی تھی الفاظ سن کر وہی جام ہو جاتی ہے

"کیا کہا آپ نے ماما؟ وہ لمبے لمبے سانس لیتی حواس باختہ حالت میں پوچھتی ہے

نہیں تعبیر نہیں تمہارے ابا نماز پڑھنے گئے ہیں فائیکہ لگاتار انھیں سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی

اس گھر میں رونے اور ماتم کے سوا اور دوسری کوئی آواز نہیں تھی

تعبیر ہاتھ سے آنسوؤں کو بے دردی سے صاف کرتے کھڑی ہوتی ہے

نہیں ماما بابا کو کچھ نہیں ہوا مجھے پتہ ہے انھیں غلط فہمی ہوئی ہے وہ اپنی ساری ہمت اکھٹی کر کے فون پر وہی نمبر ڈائل کرتی ہے مگر جواب نہیں ملتا وہ فون پھینک کر کمرے میں ادھر ادھر چکر لگاتی ہے آنسو تھے کہ رک ہی نہیں رہے تھے خود کو تسلی دیتی رہی مگر گھنٹی بجی تو دل ڈوبا جسے آخری امید تھی وہ نہیں ہلی وہ بس ایمبولنس کی آواز سن رہی تھی جس نے آخری امید بھی توڑ دی تھی شاید فائیکہ بھاگ کر جاتی ہے اور دروازہ کھولتی ہے سائمن بیگم بھی اسکے پیچھے دیوانوں کی طرح بھاگتی ہیں حورین روتی روتی دیوار کے سہارے باہر جاتی ہے مگر تعبیر وہ وہی کھڑی رہتی ہے آنسو بہنا بند ہو گئے تھے

دروازہ کھولنے پر داؤد سوائل عیسیٰ اور کچھ لوگ ایمبولنس میں سے فیصل صاحب کا بے جان وجود باہر نکالتے ہیں اور گھر میں داخل کرتے ہیں سائمن بیگم پاگلے کی طرح ان سے لپٹ جاتی ہیں اور زور سے چلاتی ہیں

آپ مجھے چھوڑ کر نہیں جاسکتے۔۔۔

سب جا چکے تھے داؤد عیسیٰ اور سوائل کھڑے داؤد کو حوصلہ دے رہے تھے حورین بابا کا ہاتھ پکڑے بچوں کی طرح رو رہی تھی

تعبیر بے جان قدموں کے ساتھ لڑکھڑاتی ہوئی دیوار کے سہارے باہر آتی ہے بابا کا بے
جان وجود دیکھ کر وہیں بیٹھ جاتی ہے

نہیں یہ میرے بابا نہیں ہیں میں جانتی ہوں دیکھنا میں آواز دوں گی تو جواب دیں گے
میری گڑیا وہ جوش سے آنسو صاف کرتے کھڑی ہوتی ہے ایک اور امید کے ساتھ بابا کے
پاس آکر پیار سے بلاتی ہے

بابا؟۔۔۔۔۔ بابا؟ بابا میں آپکی گڑیا آپ مجھے جواب کیوں نہیں دے رہے بابا۔۔۔۔۔ امید
کبھی نہ جڑنے کے لیے پھر سے ٹوٹ جاتا ہے

وہ بابا سے لپٹ کر دیوانہ وار رونے لگتی ہے عیسیٰ سوائل اور داؤد جنازے کا انتظام کرنے
جاتے ہیں فائیکہ سائمنہ بیگم کو سمجھا رہی تھی

مریم بھاگتی ہوئی ندیم صاحب کے پاس آتی ہے جو بیٹے اخبار پڑھ رہے ہوتے ہیں

بابا تایا ابو کا انتقال ہو گیا یہ سن کر وہ کھڑے ہوتے ہیں مریم انھیں سارا واقعہ بتاتی ہے
اور وہ بے جانوں کی طرح کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں

"بابا خود کو سمجھالیں مریم روتے ہوئے بابا کا ہاتھ تھامتے ہے"

برہان کو گھر بلاؤ ہم آج ہی کراچی کے لیے نکلیں گے جلدی کرو

مریم بھاگ کر برہان کو کال ملاتی ہے مگر وہ کال نہیں اٹھاتا وہ دوبارہ کال کرتی ہے تو کاٹ دیتا ہے وہ وائس نوٹ بھیجتی ہے

بھائی ہمیں کراچی جانا ہے گھر آجائیں جلدی

برہان کا جواب آتا ہے

کیوں؟

مریم کال کرتی ہے تو ندیم صاحب اس سے موبائل لے کر بولتے ہیں

تمہارا تایا مر گیا ہے اس سے پہلے تمہارا باپ بھی مر جائے گھر آجاؤ اور کال کاٹ دیتے ہیں وہ رسی پر سر پکڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور رونے لگتے ہیں

مریم جلدی جلدی سارے کپڑے رکھتی ہے اسے کراچی جانا تھا مگر ایسے اس نے کبھی نہیں سوچا تھا

(وہ نہیں جانتی تھی تقدیر اسکو کیسے درد دے گی)

جاری ہے

